© rasailojaraid.com

اسلام اور عمر رسیدہ انسان

عبداللہ الشیعانی۔الرابطہ ☆......☆......☆ ترجمہ؛محمد ادریس سلفی

اسلام نے عمر رسیدہ انسان کی رعایت کو محبت الٰہی کے حصول کا اہم ذریعہ قرار دیا ہے بلکہ ایک شرعی فریضہ' معاشرتی ضرورت اور اسلام کا امتیازی وصف بتایا۔ارشاد ربانی ہے وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما و قل لھما قولا کریما

ترجمہ؛اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا' اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا (بنی سرائیل 23)

آج تیز ترقی کے زمانہ میں بوڑھے کے متعلق خیالات تبدیل ہو چکے ہیں اس عمر میں جیسے جیسے ان کی دیکھ بھال اور خیال رکھنا ضرورت بن جاتی ہے احترام و شفقت ان کی ضرورت سے ٹھہرتی ہے جبکہ ان کے احسانات اور عمدہ سلوک کا صلہ وصول کرنے کا وقت آتا ہے تو ان سے آنکھیں پھیر لی جاتی ہیں اور ایک بوجھ محسوس ہونے لگتے ہیں

لیکن اسلام کی نگاہ اور ایک مسلم معاشرہ میں ان سے ایسے سلوک کی گنجائش ہرگز نہیں ہے۔

دریتیم ﷺ ہونے چھوٹے بڑے سے متعلق ارشاد فرمایا ہے

لیس منا من لم یرحم صغیرنا و یوقر کبیرنا ۔ترمذی۔جو ہمارے چھوٹے پر شفقت اور بڑھے کی عزت نہ کرے ہم سے نہیں ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حبیب کبریاء سے بیان کرتے ہیں۔ من شاب شیبة فی الاسلام کانت لہ نورا یوم القیامہ. ابن حبان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو شخص اسلام کی حالت میں بڑھاپے کو پہنچ گیا یہ اس کیلئے روز قیامت نور ہوگا۔

حکیم الامت صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسے اللہ تعالیٰ کی بندگی کی بنا پر کسی کو قابل احترام قرار دیا ہے وہاں صرف سفید بال ادھیڑ عمر اور عبادت رب العالمین کے ساتھ درازی عمر والے کو بھی مقدم قرار دیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بنو عذرۃ قبیلہ کے تین شخص آپ ؐ کے پاس حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ آپ ؐ نے صحابہ کرامؓ سے دریافت فرمایا کوئی ہے جوان کی میری جانب سے ذمہ داری قبول کرے۔ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہ شرف مجھے قبول ہے۔

اب یہ سیدنا طلحہؓ کے پاس ہی اقامت پذیر تھے کہ ان میں سے ایک آپ ؐ کے تیار کردہ لشکر میں ساتھ ہوگیا اور اس کی جان کا نذرانہ میدان جہاد میں قبول ہوگیا۔

کچھ مدت کے بعد آپ ؐ نے پھر ایک لشکر تشکیل فرمایا تو دوسرا طالب علم بھی ساتھ جانے کا خواہش مند ہوا چنانچہ وہ بھی نذرانہ جان پیش کر کے سرخرو ہوگیا۔

تیسرا شخص کچھ عرصہ کے بعد طبعی موت رفیق اعلیٰ سے جاملا

سیدنا طلحہؓ فرماتے ہیں مجھے خواب میں یہ تینوں اس ترتیب سے جنت میں نظر آئے۔ بستر پر طبعی موت فوت ہونے والا سب سے مقدم اس کے ساتھ بعد میں شہید ہونے والا اور پہلے رتبہ شہادت پانے والا سب سے آخر میں ہے۔

مجھے ان مراتب پر کئی وسواس پیدا ہوئے لہٰذا میں نے اس وقت بارگاہ رسالت کا رخ کیا اور مکمل خواب دہرادیا آپ ؐ نے فرمایا۔ تمہیں اس ترتیب میں کیا نامناسب نظر آیا اللہ تعالیٰ کے ہاں اس مومن سے افضل کوئی نہیں جسے طویل عمر کے ساتھ تسبیح، تکبیر، تھلیل کی توفیق ملتی رہتی ہے۔ مسند احمد

سیدۃ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ ؐ دو آدمیوں کی موجودگی میں مسواک فرما رہے تھے۔ اسی اثناء میں حکم ربانی پہنچا کہ مسواک بڑے کو عطا کرنی ہے۔ (ابوداؤد)

امن و جنگ میں خیال۔

جنگ جنگ ہی رہی ہے انسانیت اور آداب انسانیت اس میں جیسے پامال کرلیں طاقتور کا حق سمجھا جاتا رہا ہے۔ گذشتہ صدی میں کچھ جنگ اور جنگی قیدیوں کا ضابطہ اخلاق مرتب ہوا 1851ء سے قبل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دنیا کسی بھی ضابطہ سے ناواقف تھی اس کے بعد وقتاً فوقتاً اس سے متعلق پیشرفت ہوتی رہی حتیٰ کہ 1949ء میں اسے قانونی شکل دے دی گئی لیکن اس کا اطلاق بھی صرف ایسے جنگی قیدی یا زخمیوں سے متعلق تھا۔ جب ان دونوں ممالک میں اس سے متعلق معاہدہ موجودہ ہو۔

اسلام میں جنگی آداب ابتداء میں ہی قابل عمل پا گئے تھے اور وہ ہر ایک کے متعلق تھے خواہ مخالف قوم سے کوئی ایسا معاہدہ طے نہ بھی پایا ہو۔

آپ کی جنگ ایک امن کا پیغام ثابت ہوتی تھی جو خیر اور روشنی کا سبب بنتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفاء لشکروں کو الوداع کہتے وقت جو وصیتیں کرتے ان میں خصوصاً عمر رسیدہ کا خصوصی خیال اور تسامح کا ذکر ہوتا۔

طبرانی نے حضرت بریدہؓ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ جب لشکر روانہ کرتے وقت امیر لشکر کو بلا کر فرماتے اللہ تعالیٰ کا تقوی اور اپنے ماتحت مسلمانوں سے بہتر سلوک اختیار کرنا۔ پھر فرماتے اللہ تعالیٰ کے نام سے اس کی راہ میں جنگ کرنا' اللہ کے منکروں سے لڑو' خیانت اور دھوکہ سے بچنا کسی کا مثلہ مت کرنا' اور نہ ہی بچے اور بوڑھے کو قتل کرنا۔

روایت کے الفاظ استمرار پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سے یہ احکام اچانک اور بسا اوقات صادر نہیں ہوتے تھے بلکہ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی۔

خلفاء راشدین بھی آپؐ کے اسی منہج پر کاربند تھے کہ جنگ میں بوڑھے سے اعراض کرنا خلیفہ اول جناب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو جسے آپؐ تیار فرما چکے تھے۔ شام کیلئے الوداع کیا آپؓ نے فرمایا:۔

لوگو ٹھہرو میں تمہیں دس وصیتیں کرنا چاہتا ہوں ان کو یاد رکھنا۔

خیانت' دھوکا' مثلہ نہ کرنا' بچہ' بوڑھا اور عورت قتل نہ کرنا

ہاں یہ وصایا انہوں نے بار بار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی ہوں گی کیونکہ آپ ہر لشکر کو اس جیسی وصایا کا زادراہ عنایت فرماتے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک مرتبہ لشکر کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الوداع کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نام گرامی قدر سے سفر کا آغاز کرو۔ اور اسی سے مدد چاہو اور رسول اللہؐ کے طریقے پر چلو بوڑھے کو مت قتل کرنا چھوٹے بچے کو چھوڑے رکھنا عورت کو مت قتل کرنا' خیانت سے بچو' مال غنیمت ایک جگہ جمع کرنا آپس میں خیر خواہی اور حسن سلوک کا معاملہ رکھنا۔

اللہ تعالیٰ حب احسان لوگوں سے محبت فرماتے ہیں۔

احکام میں نرمی و تخفیف

اسلام نے عمر رسیدہ کا احترام سکھایا اور اس کے مقام کو واضح فرما دیا ہے لہٰذا اس سے انتہائی احترام و توقیر کا سلوک کرنا چاہیے۔ اسلامی معاشرے میں اس کا احترام کئی طرح سے واضح ہوا ہے اور ان تمام معاشرتی اقدار کا اصل ہمیں آپ کی سیرۃ میں نظر آتا ہے۔

آپؐ نے احکام شریعت میں عموماً بیمار' بوڑھے' اور معذور کا خیال رکھا ہے۔

بوڑھا انسان اگر روزہ کی استطاعت سے محروم ہے تو اس کی جگہ فدیہ ادا کر سکتا ہے۔ کھڑے ہونے میں دشواری ہے تو بیٹھ کر نماز ادا کرے گا۔ بلکہ بیٹھنا بھی ناگوار ہے تو لیٹ کر نماز ادا کرے معلم کائنات نے حضرت معاذؓ بن جبل کو لمبی نماز کے ساتھ مقتدیوں کو تنگی میں ڈالنے پر ڈانٹ پلائی۔

آپؐ نے فرمایا:۔ اے معاذؓ کیا تم لوگوں کو فتنے میں مبتلا کرتے ہو۔ تو نے سبح اسم ربک 'والشمس والضحاها اور واللیل اذا یغشیٰ' کے ساتھ کیوں نہ نماز پڑھائی

تیرے پیچھے عمر رسیدہ کمزور اور ضرورت مند نماز ادا کرتے ہیں۔ بخاری

آپؐ نے غیر مستطیع صاحب ثروت کو حج بدل کروانے کی اجازت دی ہے

امام مسلم رحمہ اللہ اپنی صحیح میں حضرت فضلؓ سے روایت لائے ہیں کہ خشعم قبیلۃ کی ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میرا باپ سواری پر بیٹھ نہیں سکتا جبکہ اس پر فریضہ حج عائد ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو اس کی جانب سے حج کر لے۔

واجبات و فرائض؛

متعدد اسباب کی بناء پر عمر رسیدہ کا خصوصی خیال رکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے والدین کی عزت افزائی' اور تکریم کو واجبات سے شمار فرمایا ہے۔ جبکہ ان کی نافرمانی کو کبیرہ گناہ قرار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دے کر جنت سے محرومی کا باعث قرار دیا ہے۔ ایک مسلمان نماز، روزہ بلکہ تمام عبادات کی پابندی کرنے والا ہو مگر والدین کا نافرمان ہے تو اسے جنت سے محروم کر دیا گیا ہے۔

بلکہ شرع نے ان کے دوستوں اور زندگی میں قرب وجوار اختیار کرنے والوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔

عمر رسیدہ کا خیال رکھنا ہر جوان مرد وعورت پر اس طور بھی لازمی چیز ہے کہ اس حالت سے عنقریب ہر انسان کو واسطہ پڑھ سکتا ہے جس میں وہ بھی ان کی طرح اپنے معاملات کی ادائیگی بلا سہارا مشکل سے کر پائے گا۔

عمر رسیدہ کا خیال ان کی ان قربانیوں کا اعتراف بھی ہے جو یہ جوانی میں دادا، باپ، والدہ ہونے کی بنا پر کرتے رہے ہیں۔ گویا آج ان کے اس عمل خیر کا اعتراف اور بہتر بدلہ اس کی علامت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں اپنی والدہ کو یمن سے حجاز تک ادائیگی حج کیلئے کندھوں پر اٹھا کر لایا ہوں تو کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا نہیں، یہ تو اس کے بصورت حمل تجھے اٹھائے پھرنے اور تیرے بیمار پڑنے پر ساری ساری رات بیدار رہنے کے برابر نہیں ہے۔

اس شک کی گنجائش نہیں کہ یہ عمر رسیدہ لوگ ایک جیتی جاگتی تاریخ ہیں۔ زندگی کو رواں دواں رکھنے والے اسباب اور ترقی کی علامت یہ کارخانے سب انہیں کے دم سے معرض وجود میں آئے یہ بڑی بڑی تہذیبیں انہیں کے افکار کا نتیجہ ہیں۔ چنانچہ ان کا خیال معاشرہ کی بقا اور درستگی کیلئے ضروری چیز ہے۔

آداب زندگی۔ اسالیب غور وفکر، علوم وفنون کے یہ مراکز ہی نہیں بلکہ ان امور کو آئندہ نسل تک پہنچانے والے بھی ہیں۔

ان کے حسن سلوک سے یہ سرمایہ حیات بہتر طور پر نو خیز نسل کے کندھے پر رکھا جا سکتا ہے۔ اس عمر میں چونکہ قوت مدافعت کی کمی جلد ان کو انفعالیت سے دوچار کر سکتا ہے۔ لہٰذا دوسروں پر اعتماد کے بجائے ہمیں خود یہ خیال رکھنا چاہئے۔ ان میں کئی عمر کے اس حصہ میں رشتہ داروں اور دوستوں سے محرومی کے باعث اکیلے بھی ہو سکتے ہیں۔ عموماً ایسی صورت میں بوڑھے انسان بڑے فکر مند ہو جاتے ہیں چنانچہ وہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مزید پریشان اور متفکر نظر آنے لگتے ہیں۔

کبھی اولاد معنوی، مادی طور پر خود کفیل ہو کر بھی ان پر بھروسہ کم کر دیتی ہے۔ جس سے یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہم تو ایک زائد چیز اور بلا مقصد حیاۃ مستعار میں جی رہے ہیں۔

بڑھاپے کے ساتھ یہ مزید بوجھ ان ک وا پنی تجرباتی صلاحیتوں کے زنگ آلود کرنے پر اکساتا ہے۔ روح و جسم کی خوبیاں ماند پڑنے لگتی ہیں وہ اپنے آپ کو معاشرہ پر بلا فائدہ بوجھ محسوس کرتے ہیں اس سے معاشرہ کو کوئی نفع کی توقع ہے اور نہ صلاحیت بلکہ وہ اپاہج کی مانند معاش و معاشرت کیلئے مزید بوجھ پھر اس فکر و سوچ سے آہستہ آہستہ ان کی صلاحیت و تجربہ اور خوبی مزید ماند پڑ جاتی ہے۔

ماس سوچ کو تبدیل اور ان کو کارآمد اور مفید فرد کی حیثیت سے قبول کرنے کیلئے کئی ایک امور مفید ہو سکتے ہیں۔

1- بوڑھے انسان کو خاندان کی زندگی میں برابر کا شریک رکھا جائے افراد خانہ اپنے پاؤں پر ضرور کھڑے ہوں لیکن اس چھتری سے مشکل اوقات اور پیچیدہ معاملات میں ضرور استفادہ کریں۔

2- بچپن کے دوستوں کی بجائے انہیں نئے دوستوں کی فہرست میں شامل کریں کھیل کے میدان میں اس کی نگرانی اور داد وصول کریں۔

3- ان کی عمر کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کی طاقت کا پاس رکھتے ہوئے ان کیلئے فارغ اوقات میں مفید شغل ڈھونڈھا جا سکتا ہے۔ تا کہ ان کا احساس محرومی ختم ہو۔

ان کے قیمتی مشورہ اور رائے کو قبول کرنا بھی انہیں احساس جتلا سکتا یہ کہ وہ بے قیمت اور زائد از ضرورت ہرگز نہیں ہیں۔

نفسیاتی مشاکل

اس عمر میں عموماً انسان دیگر کیلئے بے چین، مضطرب، ہو کر ان کی تنقید، اعتراضات کی بنا جل بھن جاتا ہے۔ چنانچہ قہر درویش بر جان درویش ان کی آراء پر عدم عمل کی بنا پر مزید اضطراب پیدا ہو جاتا ہے۔ اب اپنوں کی نسبت ہر اس شخص کو قریبی محسوس کرتے ہیں۔ جو ان کی بات پر کان دھر لے یوں اپنوں سے دوری اور نفسیاتی طور پر بے چینی میں مزید اضافہ ہونے لگتا ہے۔

اس کا بھی کوئی حل ہے؟ ہاں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

1- آس پاس کے لوگوں کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دیا جائے کہ یہ عمر رسیدہ ہے کوئی بچہ نہیں ایک عمدہ ماضی اور بھرپور زندگی بسر کرنے والا شخص ہے اس کو کھلونا بنانا یا سمجھنا حقائق کے منافی ہے بلکہ سچ تو یہ ہے اسے اپنے خیالات و آراء کو عملی جامہ پہنانے کی قوت حاصل ہے۔

2- اس کو اپنے متعلق ذاتی کام بنفس نفیس حتی المقدور انجام دینے کی رغبت دلائی جائے جس سے اس کو ایک گوناں راحت قلبی اور اطمینان نصیب ہوگا۔

3- اسے احساس دلائیں کہ اب جسم کے اعضا پہلے سے نہیں لہٰذا اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہی اس وقت کمزور اعضا کی حفاظت کی جاتی سکتی ہے بصورت دیگر اب بے احتیاطی سے اعضاء جسم توانائی بحال رکھنے میں سابقہ زندگی کی طرح معاون نہیں بنیں گے لہٰذا کھانا پینا ضرورت کے مطابق ہی مفید ہوگا۔

4- بیٹھ رہنے کی عادت جسم کو بھاری کر کے مزید کمزور کر سکتی ہے۔ اور موٹاپا از خود کئی امراض جن کا باعث ہے۔

جسم کا 70 فیصد پانی پر مشتمل ہے جبکہ بڑھاپے میں یہ نسبت 50 فیصد تک واقع ہو کر خشکی کا باعث بن جاتی ہے۔ لہٰذا غذا کی نسبت سیال مواد کی ضرورت زیادہ ہے۔

احساس کی کمی کے بسبب امراض کا احساس کم ہو کر جسم بیماری میں مبتلا رہ سکتا ہے۔ لہٰذا کمزوری کا نظر، سماع میں کمزوری، ہاضمہ میں کمی، سوچ میں خلل کو زمینی حقیقت سمجھ کر قبول کرے۔ ارشاد ہے ومن نعمره ننکسه فی الخلق افلا یعقلون اور جسے ہم بوڑھا کرتے ہیں اسے پیدائشی حالت کی طرف پھر الٹ دیتے ہیں کیا پھر بھی وہ نہیں سمجھتے۔ (یٰسین 68)

قصہ مختصر یہ اسباب عمر رسیدہ کے متعلق ہمیں اپنی ذمہ داری کا احساس دلاتے ہیں بلکہ جذباتی فیصلے کی حد تک نہیں طویل منصوبہ بندی کے ساتھ ان کا ساتھ......

ان کا خیال رکھنا صرف اخلاقی مسئلہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب اعمال سے۔ ارشاد ہے۔

احب الا عمال الی الله الصلوة لوقتها ثم بر الوالدین ثم الجهاد فی سبیل الله

اللہ تعالیٰ کو محبوب ترین اعمال میں سے نماز وقت پر ادا کرنا والدین سے حسن سلوک اور فی سبیل اللہ جہاد کرنا ہے۔

© rasailojaraid.com